قبہ وقبور پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث اور نجدی افعال کی مذہبی روشنی میں تحقیق

نام نہاد علمائے مدینہ کی تحریر پر مفصل تبصرہ یعنی

اَلبَیتُ المَعمور فی عَمارة القبُور

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی صاحب قبلہ طاب ثراہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

{ضمیمہ مقام}

قبۂ حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب - ہارون رشید خلیفۂ عباسی نے تعمیر کرایا تھا چنانچہ جمال الدین بن عقبۂ حسنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں لکھتے ہیں:

لم یزل قبره علیه السّلام مخفیا حتی کان فی زمن الرشید هارون بن محمد بن عبدالله العباسی فانّه خرج ذات یوم یتصیّد وهناک حمر وحشیة وغزلان فکان کلّما القی الصّقور والکلاب علیها لجأت الی کثیب رمل هناک فترجع عنها الصّقور والکلاب فتعجّب الرشید من ذالک ورجع الی الکوفة وطلب من له علم بذلک فاخبره بعض شیوخ الکوفة انه قبر امیرالمومنین علی علیہ السلام فیحکی انّه خرج لیلا الی هناک ومعه علی بن عیسی الهاشمی وابعد اصحابه عنه وقام یصلّی عندالکثیب ویبکی ویقول والله یابن عم انّی لاعرف حقک ولا انکر فضلک ولکن ولدک لیخرجون ویقصدون قتلی وسلب ملکی الی ان قرب الفجر وعلی بن عیسی نائم فلما قرب الفجر ایقظه هارون وقال قم فصلّ عند قبر ابن عمّک قال وایّ ابن عمّ هو قال امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیه السّلام فقام عیسی وتوضّأ وصلّی وزار القبر ثم انّ هارون امر فبنی علیه قبة عظیمة واخذ الناس فی زیارته والدفن لموتاهم حوله الی ان کان زمن عضد الدولة فتاجز ابن بویه الدیلمی فعمره عمارة عظیمة واخرج علی ذلک اموالا جزیلة وعین له اوقافا۔

ان حضرت کی قبر پوشیدہ رہی یہاں تک کہ زمانہ ہارون رشید کا ہوا وہ ایک دن بیرون کوفہ شکار کرنے کے لئے جو گیا تو کچھ ہرن اور وحشی گدھے وہاں تھے جب شکاری جانور چرخ اور کتّے ان پر چھوڑے جاتے تھے وہ سب ہرن ایک ریگ کے ٹیلے پر پناہ لے لیتے تھے سب شکاری جانور پلٹ آتے تھے ہارون رشید کو سخت تعجب ہوا اور کوفہ میں پلٹ کے واقف کار لوگوں کو بلایا اور ان سے اس حقیقت کا انکشاف چاہا بعض شیوخ کوفہ نے بیان کیا کہ یہ قبر امیرالمومنین حضرت علیؑ کی ہے ایک شب ہارون رشید علی بن عیسیٰ ہاشمی کو ساتھ لے

کر وہاں آیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو علٰحدہ کر کے خود اس ٹیلے کے پاس نماز میں مشغول ہو گیا اور روتا جاتا تھا اور کہا کہ خدا کی قسم میں آپ کے حق کو جانتا ہوں اور آپ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں مگر آپ کی اولاد میرے اوپر خروج کر کے مجھے قتل کرنا اور میرے ملک کو چھیننا چاہتے ہیں اسی حالت میں صبح قریب ہو گئی اور اس وقت علی بن عیسیٰ سو رہے تھے ہارون نے علی بن عیسیٰ کو جگایا اور کہا اٹھو اپنے ابن عم کی قبر کے قریب نماز پڑھو اور انھوں نے کہا کہ کون ابن عم کہا امیر المومنین حضرت علیؑ، عیسیٰ نے کھڑے ہو کر وضو کیا اور نماز پڑھی اور زیارت قبر کی پھر ہارون نے حکم دیا اور قبہ اس قبر پر تعمیر ہو گیا اور لوگوں نے زیارت کرنا شروع کی اور اپنے مردوں کو اس کے گرد دفن کرنے لگے یہاں تک کہ عضد الدولہ دیلمی کا زمانہ آیا عضد الدولہ نے بہت بڑی عمارت وہاں بنا دی اور بہت سے اموال اس میں صرف کئے اور اوقاف اس کے لئے معین کر دیئے۔

علاوہ اس کے کہ بنا بر تصریح مورخین یہ بادشاہ خود ایک حد تک متیقظ اور احکام شرعیہ کا پابند تھا جیسا کہ علامہ شیخ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

کان یحبّ العلم واھلہ ویعظّم حرمات الاسلام ویبغض المرء فی الدین والکلام فی معارضۃ النّص۔

ہارون رشید علم اور اہل علم کا قدر دان تھا اور محترم احکام وشعائر اسلام کی تعظیم کرتا تھا اور دین میں ظاہر داری سے نفرت اور نص کے مقابلہ میں کلام سے بیزاری رکھتا تھا۔

یہ عہد وہ تھا جو فقہاء ومحدثین وارباب علم سے چھلک رہا تھا اور خود ہارون رشید کے منصب قضاء کے اوپر قاضی ابو یوسف سے مسلم الثبوت عالم کا قبضہ تھا اور تمام احکام شرعیہ اسی شخص کے چشم وابرو کے اشارے پر تھے ان کے علاوہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک بن انس اور ابراہیم بن ابویحییٰ استاد امام شافعی وغیرہ بڑے بڑے ائمہ علم وفقہاء موجود تھے اگر عمارت قبہ کو یہ علماء حرام سمجھتے تو کبھی ہارون رشید کو اس کی جرأت نہ ہوتی بلکہ عمارت کے بعد یہ علماء اظہار ناراضگی ہی کرتے مگر ایسا بھی نہیں کیا معلوم ہوا کہ عمارت قبر ان کی نظر میں کوئی محذور شرعی نہ رکھتی تھی۔

اس کے بعد ہارون رشید کی قبر پر مامون عباسی نے قبہ تعمیر کرایا اور یہ قبہ ۲۰۳ھ میں تیار ہو چکا تھا چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا میں ہے:

''ابوالصلت ہروی گفتہ کہ روزے پیش رضا رضی اللہ عنہ ایستادہ بودم با من گفت دراین قبہ روکہ قبر ہارون الرشید درانجا است از چہار جانب آں خاک بیار رفتم وخاک آوردم بوئید وبانداخت گفت زود باشد کہ اینجا برائے من حفر کنند۔''

مامون رشید خود بھی صاحبان علم میں سے تھا علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

کان المامون امّارا بالعدل فقیہ النّفس یعدّ من کبار العلماء۔

مامون رشید عدالت کے ساتھ حکم دینے والا اور فقیہ تھا اور بڑے علماء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ یہ عہد بھی کثرت علماء کے اعتبار سے ممتاز تھا امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور سفیان بن عیینہ

وغیرہ اس عصر کے خاص مشاہیر ہیں اور بقول علامۂ سیوطی وبعض دیگر مورخین حضرت امام ہمام علی بن موسیٰ الرضا علیہ وعلی آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا مامون پر خاص اثر تھا اور امام امر بالمعروف میں کبھی نہیب سلطانی سے اثر نہ لیتے تھے صاحب کتاب روائح المصطفیٰ لکھتے ہیں:

''امام رضاء بمقتضای قل الحق وان کان مرا در نصیحت مامون مبالغہ نمودے ومداہنہ جائز نداشتے چنانچہ روزے امام رضا بخانہ مامون درآمد دید کہ وضومی ساخت وغلامی آب بردست وپای او می ریخت فرمود کہ یا امیر المومنین درعبارت خدای عزوعلا ہیچ کس را باخود شریک مگرداں مامون بجہتہ انکار امام رضاء غلام را زان کار باز داشتہ وضورا باتمام رسانید ونماز گذارد۔''

ممکن نہ تھا کہ عمارت قبور اگر حرام ہوتا تو ائمہ وعلماء اس پر اظہار نفرت وبیزاری نہ کرتے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی نظر میں عمارت قبر جائز تھی۔

{اقوال علماء}

جب ہم تمام جہات نقلیہ اور استدلالات سے جواز بنائے قبہ کو ثابت کرچکے تو اب بعض اقوال بھی علماء کے نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ علماء ہمیشہ سے بنائے قبہ کے جواز کا فیصلہ کئے ہوئے ہیں اور اس کا انکار نہیں کرتے۔

(۱) صاحب درالمختار لکھتے ہیں:

ولایرفع علیه بناء وقیل لاباس به وهو المختار۔

قبر پر کوئی عمارت نہ بلند کرنا چاہئے اور بعض نے کہا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے اور قول مختار بھی ہے۔

(۲) ملاّعلی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

وقد اباح السّلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشهورین لیزورهم النّاس ویستریحوا بالجلوس فیه۔

سلف نے عمارت بنانے کو مشائخ وعلمائے مشہورین کی قبروں پر مباح جانا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس عمارت کے نیچے بیٹھ کے راحت لے سکیں۔

(۳) ملاّمحمد طاہر فتنی مجمع البحار میں رقم طراز ہیں:

وقد اباح السّلف ان یبنی علیٰ قبور المشائخ والعلماء المشاهیر لیزورهم النّاس ویستریحوا بالجلوس فیه۔

علمائے سلف نے اس کو مباح سمجھا ہے کہ بزرگان دین اور مشہور علما کی قبر پر عمارت بنائی جائے تاکہ ان کی زیارت کو لوگ آئیں اور وہاں بیٹھ کے راحت لیں۔

ان دونوں عبارتوں میں اباحت کی نسبت سلف کی طرف دی گئی ہے جو اگر تمام علمائے سلف نہیں تو اکثر علماء میں نص ضرور ہے معلوم ہوا کہ سلف سے جتنے علما ہوتے چلے آئے وہ سب عمارت قبور کے جواز کو طے کئے ہوئے تھے اور واقعہ یہی ہے کہ صدر اسلام سے ساتویں صدی ہجری تک تو ہمیں حرمت بناء علی القبر کی تصریح نہیں ملتی بس ابن تیمیہ حرانی کے بعد سے ان کے چند اتباع نے اس معاملہ میں بہت شور وغل کیا اور حرمت بناء علی القبر کا نعرہ بلند کیا جو انعقاد اجماع سلف کے بعد (جیسا کہ ملاعلی قاری اور ملا محمد طاہر فتنی

کی تحریر کا ظاہر ہے) کوئی اثر نہیں رکھتا اور صدائے بے ہنگام کہے جانے کے قابل ہے۔

{ہدم قبور اور توہین اموات}

انوار غیبیہ میں مولانا عبدالرزاق نے تحریر کیا ہے کہ:

''قبر بمنزلہ جسم کے ہوجاتی ہے پس جو معاملات کہ زندوں کے جسم کے ساتھ کرنے میں روح کو ایذا ہوتی ہے اسی طرف دفن کے بعد قبر کے ساتھ وہ معاملات کرنے سے روح کو ایذا ہوتی ہے اور جو معاملات زندہ کے ساتھ کرنے سے باعث فرحت روح ہوتے ہیں وہ قبر کے ساتھ کرنے میں بھی باعث فرحت روح ہوتے ہیں پس جو، جو تعظیمات کہ حالت حیات میں اہل قبور کے واسطے عمل میں آتے تھے قبور کے ساتھ ان کا حفظ لازم ہے لیکن جو تعظیم ممنوعات شرع سے ہو وہ ہر وقت ممنوع ہے پس بنانا قبر پختہ کا واسطے نشان باقی رکھنے کے درست ہے۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جتنے امور زندگی میں باعث توہین واذیت ہیں وہی بعد موت بھی باعث ذلت ہوتے ہیں کسی کا گھر اگر کھود ڈالا جائے یا مسکن گرا دیا جائے تو اس کی ذلت ہے یا نہیں اور اس کو اذیت اس سے ہوگی یا نہ ہوگی؟ یقیناً ذلت ہے اور سخت ذلت ہے لہٰذا بعد وفات جو ابدی مسکن ہے یعنی قبر اس کی عمارت کا گرانا بھی میت کی توہین ہے۔ اب ملاحظہ ہو کہ ان نجدیوں نے کیسے کیسے بزرگان دین کی توہین کی ہے اور ابن سعود کے ہاتھ کن کن جلیل القدر افراد کے ہتک حرمت میں شریک ہیں۔ اخبار بین حضرات ان قبور کی فہرست سے بخوبی واقف ہیں جن کو ان ظالمین نے صفحۂ دہر سے مٹانا چاہا ہے میں بعض جلیل افراد کے قبور کی طرف اشارہ کرتا ہوں:

{روضۂ ابوطالب وعبدالمطلب}

پہلے بزرگ وہ ہیں جن کو خداوند عالم نے اپنی نبی حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی تربیت کے لئے منتخب فرمایا اور خود مقام امتنان میں ارشاد فرمایا: ''اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی'' کیا تم کو خدا نے یتیم دیکھ کے پناہ نہیں دے دی مسلمان جانتے ہیں کہ وہ آغوش عطوفت جس میں جناب اقدس الٰہی نے اپنے نبی کریم کو پناہ دی حضرت ابوطالب کا آغوش تھا۔

ان کے اثبات ایمان کے لئے وہ اشعار کافی ہیں جو مختلف مواقع پر آنجناب نے رسالت مآبؐ کی مدح میں فرمائے ہیں۔ علمائے اہل اسلام نے ان کے اسلام ثابت کرنے کے لئے کتابیں لکھیں ہیں چنانچہ اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب اس موضوع میں بے مثل کتاب ہے۔

اور حضرت عبدالمطلب کا علوشان ان سے بھی زیادہ واضح ہے اور ان کی جلالت قدر کا ثبوت کئی وجہوں سے ہے۔

(۱) خداوند عالم نے اپنے نبی طاہر ومطہّر کو ان کی صلب میں قرار دیا۔ رسالت مآبؐ کی طہارت اس حد پر تھی کہ کبھی مگس جسم مبارک پر نہیں بیٹھی کیونکہ وہ غلیظ مقامات کو اپنا نشستگاہ بناتی ہے پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ خداوند عالم آپ کا مسکن کسی ایسی صلب کو قرار دے جو نجاست کفر سے آلودہ ہو اور اسی تقریر سے حضرت آمنہ کی جلالت قدر بھی واضح ہے۔

(۲) یہ بزرگ وہ ہیں جن کے توکل اور پختہ عقیدت نے ابرہہ ایسے سرکش کی سرکوبی کا بیڑا اٹھالیا جب اصحاب فیل

اپنے غرور جبروت وسطوت میں کعبہ کے اوپر حملہ کرنے کے لئے چلے اور تمام اہل مکہ نے عبدالمطلب سے آ کے فریاد کی تو عبدالمطلب نے کہا کہ خدا خود اپنے گھر کی حفاظت فرمالے گا اور اس کے بعد بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ بارالہا آج تو اپنے گھر کی حفاظت فرما اسی دعا کا اثر تھا کہ ابرہہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا اور خدائی فوج نے اس لشکر ظالم کو شکست دی۔

(۳)　یہ وہ بزرگ تھے کہ رسالت مآبؐ مقام فخر میں اپنا انتساب اس ذات کی طرف فرمایا کرتے تھے حالانکہ اگر معاذ اللہ کافر ہوتے تو انتساب کی کوئی وجہ نہ تھی۔ رسالتمآبؐ کا انتساب دلیل صریح ہے ان کے علومرتبہ کی، ملاحظہ ہو صحیح امام بخاری:

قال البرأ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا ابن عبدالمطلب۔

برأ بن عازب نے کہا ہے کہ رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ میں (کوئی اور نہیں) عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

اور حضرت رسولؐ کا مشہور شعر جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سوائے اس کے رسالت مآبؐ نے کوئی شعر نہیں فرمایا ہے اس میں بھی یوں ہی ارشاد ہوا ہے:

انا النبیؐ لا کذب　انا ابن عبدالمطّلب

بعد اس کے کہ حضرت ابوطالب وحضرت عبدالمطلب کی جلالت قدر ثابت ہوگئی ان کی قبر کی توہین کرنا خود ان بزرگواروں کی توہین ہے اور ان حضرات کی توہین اگرچہ خود ہی مخالفت رسول ہے لیکن اس حیثیت سے کہ عبدالمطلب رسالت مآبؐ کے جدامجد تھے ان کی توہین رسولؐ کی توہین ہے اور اس جہت سے کہ حضرت ابوطالب عم ومربی رسول اور والد حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ تھے ان کی توہین رسول و وصی رسول کی توہین ہے اور ان حضرات کی ہتک حرمت کرنے والا معلوم ہے کہ اسلام میں کتنا حصہ رکھتا ہے اگر ابوطالب وعبدالمطلب کے فضائل ذاتیہ سے قطع نظر کیا جائے اور اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ وہ قریش کی ایک فرد تھے جب بھی ان کی توہین کرنا مخالفت رسول ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ابن سعود وہابی نہیں ہے بلکہ اسلام کے ایک فرقہ کا تابع یعنی حنبلی ہے اگر یہ صحیح مانا جائے تو اس امر کے اثبات میں ایسی سند پیش کروں جو حامیان ابن سعود کے مقابل میں آسمان وزمین سے بھی وزن میں گراں ہو۔ ملاحظہ ہو مسند امام احمد بن حنبل:

قال رسول اللہؐ من اہان قریشا اہانہ اللہ۔

رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ جو قریش کی توہین کرے خدا اس کی توہین وتذلیل کرے گا۔

اگر امام احمد بن حنبل کی روایت قابل تصدیق سمجھی جاوے تو اب حامیان ابن سعود کو خدای مقابلہ پر آمادہ ہوجانا چاہئے کیوں کہ رسالت مآبؐ یقینا صادق ہیں اور بعد قریش کی توہین کے غضب الٰہی کا جوش زن ہونا یقینی ہے۔

{قبر حضرت خدیجہؑ}

ان معظّمہ کی جلالت قدر ثابت کرنے میں اسلامی کتب تواریخ واحادیث ہم زبان ہیں اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد جناب سیدۂ عالم فاطمۂ زہراء علیہا السلام کے یہ معظّمہ تمام نساء امت سے افضل ہیں۔

(۱)　مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث ہے:

عن عبداللہ بن جعفر عن علی رضی اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہؐ صلّی اللہ علیہ وسلم یقول خیر نسائھا مریم بنت عمران و خیر نسائھا خدیجۃ۔

عبداللہ بن جعفر نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے رسالت مآبؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین زنان سلف مریم بنت عمران اور بہترین نساء امت مرحومہ خدیجہ ہیں۔

(۲) علامہ ابن اثیر جزری اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں:

خدیجۃ بنت خویلد امّ المومنین زوج النبی صلی اللہؐ علیہ وسلم اول امرأۃ تزوجّھا و اوّل خلق اللہؐ اسلم باجماع المسلمین لم یتقدّمھا رجل ولا امرأۃ قال الزبیر کانت تدعی فی الجاھلیۃ الطّاھرۃ۔

خدیجہ دختر خویلد ام المومنین زوجۂ حضرت رسولؐ پہلی وہ عورت ہیں جن سے حضرتؐ نے عقد فرمایا اور باجماع اہل اسلام تمام مخلوق خدا میں سب سے پہلے اسلام لانے والی نہ کوئی مرد اُن سے پہلے اسلام لایا نہ کوئی عورت۔ زبیر نے کہا کہ یہ معظّمہ زمانۂ جاہلیت میں طاہرہ کہی جاتی تھیں۔

(۳) اسی کتاب میں یہ حدیث مذکور ہے:

عن ابن عباس قال خطّ رسولؐ اللہؐ فی الارض اربع خطوط قال اتدرون من ھذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم فقال رسولؐ اللہؐ افضل نساء اھل الجنۃ خدیجۃ بنت خویلد و فاطمۃ بنت محمدؐ و مریم بنت عمران و آسیۃ بنت مزاحم امرأۃ فرعون۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ رسالت مآبؐ نے زمین پر چار خط بنائے اور پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے لوگوں نے کہا خدا اور رسول زیادہ جاننے والے ہیں ارشاد فرمایا کہ بہترین زنان اہل بہشت خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ زہراؑ اور مریم بنت عمران اور آسیہ دختر مزاحم زوجۂ فرعون ہیں۔

(۴) دوسری حدیث اسی کتاب میں ہے:

قال رسول اللہؐ اتانی جبرئیل علیہ السّلام فقال یا رسول اللہؐ ھذہ خدیجۃ قد اتتک و معھا اناء فیہ ادام او طعام او شراب فاذا ھی اتتک فاقرأ علیھا السّلام من ربّھا و منّی و بشّرھا ببیت فی الجنّۃ من قصب لاصحب فیہ ولا نصب۔

رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ دیکھئے خدیجہ آپ کے پاس آرہی ہیں جن کے ہاتھ میں ایک برتن کھانے یا پینے کی کسی چیز سے مملو ہے جب وہ آئیں تو ان کو میری طرف سے اور پروردگار عالم کی طرف سے سلام کہہ دیجئے گا اور ان کو بہشت کے ایک گھر کی خوشخبری دیجیے گا جو لکڑی کا ہوگا نہ اس میں ہلاکت ہے نہ تکلیف۔

(۵) صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدیجہ کا تذکرہ بہت کیا کرتے تھے اور اکثر گوسفند کو ذبح کرتے تھے اور اس کے ٹکڑے کر کے خدیجہ کی ہمجولیوں میں بھیجتے تھے اور پوچھنے پر فرماتے تھے کہ وہ ایک بے نظیر عورت تھی اور خدا نے ان کے بطن سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(۶) علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں لکھتے ہیں:

قال الشیخ تقی الدین السبکی فالّذی نختارہ وندین اللّٰہ بر انّ فاطمۃ افضل ثم خدیجۃ ثم عائشۃ۔

شیخ تقی الدین سبکی نے کہا ہے کہ جو ہمارا مختار ہے اور جس کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ فاطمہ افضل الناس ہیں پھر خدیجہ پھر عائشہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعد جناب فاطمہ زہرا = کے بہترین زنان عالم خدیجہ تھیں۔ بعد اس کے کہ جناب خدیجہ کبریٰ کی جلالت قدر ثابت ہوچکی اور یہ معلوم ہے کہ وہ باعث ترویج اسلام ہیں تو ان کی توہین خود اسلام کی توہین ہے اور اسلام کی توہین کرنے والے کا کفر معلوم ہے۔

{قبر ابن عباس}

طائف میں جو جو مظالم سعودی ہاتھوں سے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس کے روضۂ مبارک کا گرانا ہے جو یقینا حضرت ابن عباس کی توہین ہے لہٰذا میں اس جگہ ان بزرگ کی جلالت قدر مسلمانوں کی کتابوں سے ثابت کرتا ہوں۔ اسد الغابہ میں ہے:

انّہ رأی جبرئیل علیہ السّلام مرتین وعالہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرتین۔

ان بزرگ نے جبرئیل کی دو مرتبہ زیارت کی اور ان کے لئے دو مرتبہ رسالت مآبؐ نے دعائے خیر فرمائی۔

ان دو مرتبہ کی تفصیل نہیں مذکور ہاں صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

عن ابن عبّاس قال ضمّنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علی وسلّم وقال اللّٰھم علّمہ الحکمۃ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ مجھ کو رسولؐ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بارالٰہا ان کو حکمت تعلیم فرما۔

اس دعائے رسولؐ کا یہ اثر تھا کہ بڑے بڑے صحابۂ کرام کو مسائل مشکلہ میں ان کی طرف رجوع کی ضرورت پڑتی تھی چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:

انّ عمر کان اذا جائتہ الاقضیۃ المعضلۃ قال لابن عباس انّھا قد طرت علینا اقضیتہ وعضل فانت لھا ولھا مثالھا ثمّ یاخذ بقولہ۔

حضرت عمر کے پاس جب سخت مسئلے پیش ہوتے تھے تو ابن عباس سے کہتے تھے کہ ہمارے پاس کچھ سخت مسئلے آگئے ہیں جن کے حل کرنے کے لائق تم ہو پھر ابن عباس کے کہنے پر عمل کرتے تھے۔

اور علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں لکھا ہے:

ولد ابن عباس قبل الھجرۃ بثلاث سنین بالشّعب قبل خروج بنی ھاشم منہ وحنکہ صلعم بریقہ وسماہ ترجمان القرآن۔

ابن عباس ہجرت کے تین برس پہلے شعب میں پیدا ہوئے تھے قبل اس کے کہ بنی ہاشم اس سے خارج ہوں اور رسالت مآبؐ نے اپنے لعاب دہن سے ان کو سیر کیا تھا اور ان کا نام ترجمان القرآن رکھا تھا۔

بعد اس کے کہ جلالت قدر ان کی ثابت ہوگئی اب ان کی توہین یقینا مخالفت رسول ہے۔ (جاری)